تکفیر دیابنہ کے متعلق ناصر رامپوری کے جھوٹے دعوے کا محاسبہ

میثم عباس رضوی

راقم کی کتاب ''اَلْمُھَنَّدْ کا تنقیدی جائزہ'' کا وہ حصہ پیش ہے جس میں علمائے دیوبند کے اس دعوے کا ردّ کیا گیا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری اور خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔یہی بات آج کل ناصر رامپوری جیسے علمائے دیوبند کے وکلائے صفائی بھی کررہے ہیں،ان کے اس دعوے کا جواب ملاحظہ کیجیے۔

میثم عباس قادری رضوی،لاہور،پاکستان۔

خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف ''تقدیس الوکیل'' سے متفق نہ تھے؟: ڈاکٹر خالد محمود کے جھوٹ کا جواب

☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے متعلق یہ لکھا ہے :

''اس مناظرہ کے بعد مولانا غلام دستگیر نے ''تقدیس الوکیل عن توھین الرشید و الخلیل ''لکھی اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کردیا''۔

(مطالعہ بریلویت،جلد۱،صفحہ ۴۳۹،مطبوعہ دارُالمعارِف،الفضل مارکیٹ،اُردو بازار،لاہور)

☆ یہی بات مولوی ابوایوب دیوبندی نے بھی ان الفاظ میں لکھی ہے:

''باقی علامہ خالد محمود صاحب زید معالیہ نے ''مطالعہ بریلویت''میں کہا کہ ''تقدیس الوکیل'' پر دستخط کرنے سے اِنکار کیا۔تو بریلویت بہت سٹپٹائی کہ یہ جھوٹ ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر تصدیقی جملے یا تقریظ ہوتی ''تقدیس الوکیل'' پر،تو اس کے ساتھ

چھپی ہوتی۔ باقی یہ فیصلہ مناظرہ کا جعلی یا خواجہ صاحب کو دھوکہ دے
کر دستخط لیے گئے ہیں''۔ (تقدیس الوکیل پر ایک نظر، مشمولہ،
کشف الخذاع، صفحہ ۲۴۴، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ والجماعۃ
اکیڈمی)

یہ بات یقینی ہے کہ اگر ''تقدیس الوکیل'' پر خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کی تقریظ موجود ہوتی، تو پھر بھی مولوی ابوایوب دیوبندی نے اسے جعلی ہی کہنا تھا۔ جیسا کہ اسی اقتباس کے آخر میں خواجہ صاحب کی علمائے دیوبند کے خلاف فتویٰ پر تصدیق کو بلادلیل جعلی کہہ دیا ہے۔ بہرحال قارئین نے ملاحظہ کیا کہ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی ابوایوب دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''تقدیس الوکیل'' پر خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے دستخط نہیں ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''تقدیس الوکیل'' پر خواجہ غلام فرید صاحب کی تائید موجود ہے، لیکن جعلی ہے۔ اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

''تقدیس الوکیل پر ان کی جو تائید ہے۔ تو ''تذکرۃ
الخلیل'' سے واضح ہوا کہ اوّل تو وہ تائید ہمیں مُسَلَّم ہی نہیں،
ہم اسے جعلی سمجھتے ہیں''۔

(کشف الخذاع، صفحہ ۹۹، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ والجماعۃ اکیڈمی)

بزعمِ خود طرّم خان یعنی ساجد خان کی علمیت کا یہ حال ہے کہ اسے یہ ہی معلوم نہیں کہ ''تقدیس الوکیل'' پر خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے دستخط نہیں ہیں۔

اس کی سمجھ دانی کا یہ حال ہے کہ اسے اپنے مولوی کی لکھی کتاب ''تذکرۃ الخلیل'' کی ہی سمجھ نہیں آسکی۔ یہ بتائے کہ ''تذکرۃ الخلیل'' میں کہاں لکھا ہے کہ ''تقدیس الوکیل'' پر خواجہ غلام فرید صاحب کی تائید ہے؟۔ ''تذکرۃ الخلیل'' میں تو مولانا غلام

دستگیر قصوری کے اس فتویٰ کی بات کی گئی ہے جو ''تقدیس الوکیل'' کے علاوہ تھا۔خواجہ غلام فرید صاحب کے دستخط والی بحث اسی فتویٰ کے متعلق تھی۔لیکن ساجد خان نے اس کو ''تقدیس الوکیل'' کے متعلق سمجھ لیا۔

یہ شخص دوسروں کو دعوت دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''ہم نے ''مناظرۂ بہاولپور'' کے حوالے سے کچھ عرض کر دیا ہے۔شائقین ''تذکرۃ الخلیل'' کا مطالعہ کر کے مزید تفصیل جان سکتے ہیں''۔

(کشف الخذاع،صفحہ ۱۰۰،مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

اگر دوسروں کو دعوت دینے سے قبل یہ شخص خود بھی بغور ''تذکرۃ الخلیل'' کا مطالعہ کر لیتا،تو اسے یہاں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

بہر حال حقیقت یہی ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی ابو ایوب دیوبندی کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ:

''خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے ''تقدیس الوکیل'' پر دستخط کرنے سے اِنکار کر دیا تھا''۔

ان کے پاس اپنے اس دعوے کی صداقت کے لیے کوئی مستند دلیل نہیں ہے۔اس دیوبندی جھوٹ کے جواب میں ساجد خان دیوبندی کا یہ اقتباس پیش کیا جا رہا ہے،جس میں اس نے لکھا ہے کہ:

''جب مطالبہ ہی نہیں،تو دستخط نہ کرنے کو حمایت سے تعبیر نہ کرنا عجیب دجل ہے''

(کشف الخذاع،صفحہ ۳۵۳،مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی ابو ایوب کو چاہیے تھا کہ اپنے اس دعوے کو مستند دلیل سے سچ ثابت کرتے،کہ:''خواجہ غلام فرید صاحب سے ''تقدیس الوکیل

’’پر دستخط کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا، لیکن اُنھوں نے اِنکار کر دیا تھا‘‘۔ہم کہے دیتے ہیں کہ ان دیوبندیوں کو ایسا کرنے کی ہمت نہ پہلے ہوسکی ہے، اور نہ آئندہ ہو سکے گی۔ابوسعد لئیق دیوبندی کے نام سے طبع ہونے والی ساجد خان دیوبندی کی کتاب کے کچھ مزید اقتباسات ذیل میں ملاحظہ کریں:

’’موصوف نے اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا......بس ہوائی فائر کر کے چلتے بنے‘‘

(کشف الخذاع، صفحہ ۲۴۹،مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

’’علامہ صاحب نے اس پر رَدّ کیا اور مستند ثبوت مانگا‘‘۔

(کشف الخذاع، صفحہ ۳۲۸،

مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

’’علامہ صاحب نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے، اس کا کوئی مستند ثبوت دو‘‘۔

(کشف الخذاع، صفحہ ۳۲۹،مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

☆ ’’موصوف میں غیرت ہے تو اس کا مستند ثبوت فراہم کرے‘‘۔

(کشف الخذاع، صفحہ ۲۸۳،مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

ان چاروں اقتباسات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بھی کہتے ہیں کہ دیوبندی علما صرف ہوائی فائر نہ کریں۔ بلکہ غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اس دعوے کا مستند ثبوت پیش کریں کہ خواجہ غلام فرید صاحب کو ’’تقدیس الوکیل‘‘ پر دستخط کرنے کے لیے کہا گیا تھا، لیکن اُنھوں نے اِنکار کر دیا تھا۔

☆ مولوی ابوایوب اور ساجد خان کے مزید اقتباسات ملاحظہ کریں۔’’کشف الخذاع‘‘ میں ’’تقدیس الوکیل‘‘ کے متعلق مولوی ابوایوب دیوبندی کا جو مقالہ شامل ہے، اس میں لکھا ہے:

''یہ ''تقدیس الوکیل'' غیر معتبر کتاب ہے............ یہ قصوری صاحب نے خود بیٹھ کر بنائی ہے۔ اور ہمارے اکابر کی تحریرات وتقریرات کو کانٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کی چند عبارتیں پیش کی ہیں۔ اور اپنی تحریرات ساری کی ساری لگا دی ہیں۔ یہ سب ڈرامہ قصوری صاحب کی اپنی ہے۔ اسی طرح تقاریظ میں بھی تحریفات کر کے یا من گھڑت اور جعلی بنا کر خود لگائی ہیں''۔

(تقدیس الوکیل پر ایک نظر، مشمولہ، کشف الخذاع، صفحہ ۲۴۴، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

☆ ساجد خان دیوبندی نے خود بھی ''تقدیس الوکیل'' کو تسلیم کرنے سے اِنکار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جب نہ یہ روئیداد ہمیں مُسَلّم ہے، اور نہ اس پر ثبت تائید، تو اسے ہمارے خلاف پیش کیسے کیا جا سکتا ہے؟''

(کشف الخذاع، صفحہ ۱۰۰، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

☆ علمائے دیوبند کے خلاف جس فتوے پر خواجہ غلام فرید کی تصدیق ہے، مولوی ابوایوب دیوبندی نے اپنے مقالے میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ:

''فتویٰ جعلی و من گھڑت ہے''۔

(تقدیس الوکیل پر ایک نظر، مشمولہ، کشف الخذاع، صفحہ ۲۳۵، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

☆ مولوی ابوایوب کی طرح ساجد خان نے بھی علمائے دیوبند کے خلاف فتوے پر خواجہ غلام فرید کی تصدیق کو تسلیم کرنے سے اِنکار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی طرف سے کسی قسم کا فتویٰ علمائے

دیوبند پر، بالکل کذب بیانی ہے۔موصوف میں غیرت ہے تو اس
کا مستند ثبوت فراہم کرے''

(کشف الخذاع، صفحہ ۲۸۳، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ والجماعۃ
اکیڈمی)

مولوی ابوایوب اور ساجد خان نے بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، بغیر کسی دلیل کے، علمائے دیوبند کے خلاف مولانا غلام دستگیر قصوری کے فتوے پر خواجہ غلام فرید صاحب کے تائیدی دستخط کو جعلی کہہ دیا ہے۔''تذکرۃ الخلیل'' کے مطابق یہ فتویٰ مناظرہ کے بعد ریاست بہاولپور کے ''صادق الاخبار'' مؤرخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔کس میں اتنی جرأت تھی کہ ریاست کی زیرِ سرپرستی شائع ہونے والے اخبار میں اس ریاست کے سربراہ کے پیرومرشد خواجہ غلام فرید صاحب کے جعلی دستخط پر مشتمل فتویٰ شائع کرواتا؟۔اس لیے اس فتویٰ پر خواجہ غلام فرید صاحب کے تائیدی دستخط کو کسی مستند دلیل کے بغیر جعلی قرار دینا، منکرین کے اپنے اُصول کے مطابق بے شرمی و بے حیائی ہے۔

قارئین نے ملاحظہ کیا کہ اُوپر پیش کردہ اقتباسات میں مولوی ابوایوب اور ساجد خان نے ''تقدیس الوکیل'' اور اس پر لکھی علما کی تقریظات کو بھی تحریف شدہ یا جعلی قرار دے دیا ہے۔حالانکہ ''تقدیس الوکیل'' پر لکھی گئی تقاریظ کو جعلی کہنے کی جرأت ان کے اکابر کو نہ ہوسکی، تو (ان کے مقابل) یہ شتونگڑے کس شمار میں ہیں؟۔

☆ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی نے لکھا ہے:

''سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت مولانا حسین احمد نے جوان
دنوں وہیں مقیم تھے، صحیح صورتحال لوگوں کو انہی دِنوں بتلادی تھی
اور پھر اسے ''الشھاب الثاقب'' میں شائع بھی کردیا تھا، تو اس
وقت مولانا احمد رضا خاں نے اس کی تردید کیوں نہ کی؟'' (مطالعہ

بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۴۸، ۴۹، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

ہم بھی کہتے ہیں کہ جب مولانا غلام دستگیر قصوری رَحمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ''مناظرۂ بہاولپور'' کی روئیداد ''تقدیس الوکیل'' مرتب کر کے، اس پر علمائے حرمین وہندوستان کی تقاریظ لکھوا کر، ۱۳۱۴ھ میں اسے شائع کر دیا تھا۔ تو مولوی خلیل انبیٹھوی نے ''تقدیس الوکیل'' اور اس پر لکھی گئی تقاریظ کو جعلی یا محرف کہنے کی جرأت کیوں نہ کی؟۔

☆ ''صاعقہ آسانی'' کی روئیداد کے شروع میں دیوبندی دارُالاشاعت سنبھل کے ناظم نے لکھا ہے:

''مولوی رحم الٰہی صاحب کی پنج سالہ خاموشی نے اس روئداد پر مُہرِ تصدیق بھی ثبت کر دی ہے''

(صاعقہ آسانی برفرقہ رضاخانی، مشمولہ فتوحاتِ نعمانیہ، صفحہ ۲۰، مطبوعہ انجمن ارشادالمسلمین، ۱۴-بہاولپور روڈ، مزنگ، لاہور/ دارُالکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اس دیوبندی اُصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بھی کہتے ہیں کہ'' مناظرۂ بہاولپور'' کی روئیداد ''تقدیس الوکیل'' اور اس پر لکھی علما کی تقاریظ کے متعلق علمائے دیوبند کی سوا سو سالہ خاموشی نے ان کی صداقت پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ آئندہ سطور میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ خواجہ غلام فرید ''تقدیس الوکیل'' کے مؤید تھے اور علمائے دیوبند کو کافر سمجھتے تھے۔

خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کی جانب سے علمائے

دیوبندکی تکفیر کی تائید:

اب دیوبندی مناظرین کے اس دعویٰ کے بطلان کی طرف آتے ہیں جس میں اُنہوں نے کہاہے کہ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف ''تقدیس الوکیل'' کے مؤیدنہ تھے۔مناظرۂ بہاولپور کی روئیداد ۱۳۱۴ ہجری میں''تقدیس الوکیل عن توهین الرشیدوالخلیل'' کے نام سے شائع ہوئی تھی۔جس کے سرورق(طبع اوّل) پر یہ عبارت درج ہے:

''بامداد حضرت صاحب سجادہ چاچڑاں شریف۔ ۱۳۱۴ھ۔میں''صدیقی پریس، قصور''میں چھپی''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود اور مولوی ابوایوب دیوبندی کا یہ دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے کہ:''خواجہ غلام فرید''تقدیس الوکیل سے متفق نہیں تھے''۔

اگر خواجہ غلام فرید''تقدیس الوکیل'' سے متفق نہ ہوتے،تو آپ کبھی بھی اس کو اپنی اِمداد سے شائع نہ کرواتے۔

☆ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے''مناظرۂ بہاولپور'' کی روئیداد''تقدیس الوکیل''چھپوانے کے علاوہ،علمائے دیوبند کے خلاف علمائے اہلِ سنت کے اس فتویٰ کی تائید بھی کی تھی،جس میں مولوی خلیل احمد اوران کے ہم عقیدہ علمائے دیوبند کو گستاخ اوروہابی عقیدہ کے حامل ہونے کی وجہ سے ''کافر'' قرار دیا گیاہے۔یہ فتویٰ''صادق الاخبار، بہاولپور''میں مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۹ء کوشائع ہوا تھا۔''تذکرۃ الخلیل''میں اس فتویٰ کا خلاصہ ان الفاظ میں نقل کیا گیاہے:

''خلیل احمد اوراس کے ہم عقیدہ اہلِ سنت سے نہیں،فرقۂ وہابیہ اسمٰعیلیہ سخت بے ادبوں سے ہیں۔جن سے ہندوستان وغیرہ میں

غیر مقلد اور نیچری شاخیں نکلی ہیں، اہل اِسلام، اہلِ سنت و جماعت کو اُن سے اجتناب واجب ہے''۔

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۳۴، مطبوعہ مکتبۃ الشیخ، ۳/۴۴۵- بہادر آباد، کراچی)

☆ اسی فتویٰ کے متعلق اس کتاب میں مزید لکھا ہے:

''اخبار نظام الملک، مراد آباد ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ کی وہ تحریر شائع کرتا ہوں، جو ایک مصنف شریکِ مناظرہ نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی اس تحریر کے جواب میں شائع کی، جس کی سُرخی یہ تھی:

خلیل احمد خدا را

گفت کاذِب

دلیل آورد از خلف

المواعید

ساری تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی بھی جو کہ مشہور و معروف ''وہابی'' اور ''رئیسِ غیر مقلدین'' ہے، یہی کہتا ہے۔ اور مولوی خلیل احمد اُس کا چیلا ہے۔ لہٰذا ''کافر اور وہابی'' ہے۔ اس تحریر پر طلبہ کے اور نام کے مولویوں اور مساجد کے اماموں اور واعظوں کے دستخط کرا دیے۔ جس سے عوام سمجھیں کہ ریاست کے سارے مولوی تکفیر پر متفق ہیں''

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳، مطبوعہ مکتبۃ الشیخ، ۳/۴۴۵- بہادر آباد، کراچی)

اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے اس فتویٰ میں مولوی خلیل انبیٹھوی کی تکفیر کی گئی تھی۔

☆ ''تذکرۃ الخلیل'' میں ایک اور مقام پر مولانا غلام دستگیر قصوری کے فتوائے تکفیر کے حوالے سے لکھا ہے:

''غلام دستگیر نے ''صادق الاخبار'' میں کیفیتِ مناظرہ کا نام تک نہ لیا اور نتیجہ مباحثہ کے نام سے فتویٰ شائع کرایا............ رہا یہ کہ اگر یہ فتویٰ، جس پر جناب میاں صاحب کی تصدیق ہے۔ اگر بالفرض ان کی طرف سے ہی سمجھا جائے اور خیال کیا جائے کہ یہ ان کی طرف سے فیصلہ ہے۔ تو تاوقتیکہ یہ فیصلہ حسبِ شرائط بدلائلِ صحیحہ مدلل نہ ہو، اور تمام دلائل کا مفصل جواب نہ ہو، ہرگز قابل اعتبار کے فیصلہ نہیں ہوسکتا''۔

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۴۶، مطبوعہ مکتبہ الشیخ، ۳/ ۴۴۵- بہادر آباد، کراچی)

اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے اس فتویٰ تکفیر پر خواجہ غلام فرید کے بھی دستخط تھے۔ لیکن دیوبندی اس کو قبول نہیں کرتے۔

''تذکرۃ الخلیل'' کے ان تینوں اقتباسات کو سامنے رکھیں، تو ثابت ہوتا ہے کہ ''صادق الاخبار'' میں شائع ہونے والے فتویٰ میں مولانا غلام دستگیر قصوری نے علمائے دیوبند کی تکفیر کی تھی اور خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے اس پر دستخط کر کے اس کی تائید کی تھی۔

☆ ساجد خان دیوبندی نے بھی لکھا ہے:

''قصوری صاحب نے دھوکے سے میاں صاحب نے (کے از ناقل) دستخط لیے''

(کشف الخداع، صفحہ ۱۰۰، مطبوعہ دفاع اهل السنة و الجماعة اکیڈمی)

مولانا غلام دستگیر قصوری کے فتویٰ پر جن علما کے دستخط تھے، ان کے بارے میں ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے:

''جن علما کے فتویٰ پر دستخط لیے، وہ بھی کوئی معتبر علما نہ تھے''۔

(کشف الخذاع، صفحہ ۱۰۰، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ و الجماعۃ اکیڈمی)

کیوں معتبر نہیں تھے، اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ یعنی بقولِ خود صرف ہوائی فائر کیا ہے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کے فتویٰ پر دستخط کرنے والے علما کو غیر معتبر کہنے والے اپنی کتب ''براۃ الابرار''، ''فیصلہ خصومات''، ''خنجر ایمانی'' اور ''شمشیر حقانی'' پر دستخط کرنے والے اپنے علما کو کس دلیل سے معتبر ثابت کر سکیں گے؟

☆ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے مولوی خلیل انبیٹھوی کے گستاخانہ عقائد سے عدمِ واقفیت کی بنا پر اپنی تقریظ میں ان کے لیے ''کامل'' کا لفظ لکھا، تو ڈاکٹر خالد محمود نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''ایک کامل روحانی پیشوا کا آپ کو ایک کامل ماننا ایک معنی رکھتا ہے''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۱، صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ دارُ المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں کہ ''ایک کامل روحانی پیشوا'' یعنی خواجہ غلام فرید کا علمائے دیوبند کے خلاف لکھی گئی کتاب ''تقدیس الوکیل'' کو چھپوانے میں مدد کرنا، اور ان کے خلاف جاری کیے گئے فتوائے کفر کی تائید کرنا ایک معنی رکھتا ہے۔

''اشاراتِ فریدی'' (مقابیس المجالس) سے مولوی ابوایوب دیوبندی کے اِستدلال کا مُسکت جواب:

مولوی ابوایوب دیوبندی نے ''اشاراتِ فریدی'' (مقابیس المجالس) سے ایک اقتباس نقل کیا ہے کہ حاجی امدادُ اللہ مہاجر مکی ایک کامل بزرگ ہیں، اور فلاں فلاں علما ان کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ چونکہ یہاں خلفا میں دیوبندی علما کا تذکرہ تھا، اس لیے مولوی ابوایوب دیوبندی نے اسے علمائے دیوبند کی تائید و توثیق کے طور پر پیش کر دیا۔ اس کو نقل کرنے کے بعد ان کو خیال آیا کہ اہلِ سنت و جماعت بریلوی تو اس کتاب کو غیر معتبر کہتے ہیں۔ چنانچہ موصوف نے اس کا جواب یوں دیا:

''بعض رضاخانی کہنے لگتے ہیں کہ جی یہ ''مقابیس
المجالس'' غیر مستند ہے۔تو انہیں غور وفکر سے کام لینا چاہیے۔کیونکہ
گاہے بگاہے خواجہ صاحب اس کو خود سنتے بھی تھے۔تو اس سے
اِنکار کی کیا ضرورت ہے''

(تقدیس الوکیل پر ایک نظر، مشمولہ، کشف الخذاع، صفحہ ۲۳۵، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ والجماعۃ اکیڈمی)

''اشاراتِ فریدی'' کی توثیق کے متعلق جو دلیل مولوی ابوایوب دیوبندی نے پیش کی ہے، وہی دلیل آج سے کئی دہائیاں قبل قادیانی بھی ''مقدمۂ بہاولپور'' میں پیش کر چکے ہیں۔مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے انداز میں اسے یوں کہیے کہ: ''لگتا ہے مولوی ابوایوب دیوبندی نے قادیانیوں کی قے چاٹی ہے''۔قادیانیوں کے اس استدلال کا جو جواب دیوبندیوں نے قادیانیوں کو دیا تھا، وہی جواب ہم مولوی ابوایوب دیوبندی کو دیتے ہیں۔

(۱) ''مقدمۂ بہاولپور'' میں ''اشاراتِ فریدی'' کے متعلق دیوبندیوں نے قادیانیوں کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا:

''پھر گواہ کا کبھی یہ کہنا کہ خواجہ محمد بخش صاحب نے سبقاً سبقاً سنی
اور پھر سوالات مکرر میں اس کی اصلاح، کہ نہیں خود خواجہ صاحب نے
سُنی، دونوں غلط ہیں۔گواہ نمبر ۱ نے بجواب جرح ۹ مارچ ۱۹۳۳ء
تسلیم کیا ہے کہ ''اشارات'' مرتب ہی خواجہ صاحب کے بعد ہوئے
اور طباعت واشاعت بھی''

(مقدمہ بہاولپور، جلد ۳ صفحہ ۴۶۴، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان)

☆ اسی میں ایک اور مقام پر ''اشاراتِ فریدی'' کے متعلق لکھا ہے:

''کتاب خواجہ صاحب کے وصال کے بعد مرتب ہوئی''۔

(مقدمہ بہاولپور، جلد ۲، صفحہ ۱۵، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان)

(۲) دیوبندی مناظر مولوی لال حسین اختر دیوبندی نے بھی ''اشاراتِ فریدی'' کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت خواجہ صاحب کی وفات ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ
مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔ ان کے وصال کے بعد غلام
احمد اختر مرزائی نے رکن الدین سے ساز باز کرکے ''اشاراتِ
فریدی'' میں حضرت خواجہ صاحب کے اسمِ گرامی سے منسوب کردہ
جعلی خطوط وملفوظات درج کرادیے''۔

(حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ اور مرزا قادیانی، مشمولہ: احتساب قادیانیت، جلد ۱، صفحہ ۲۲۰، مطبوعہ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان)

مولوی لال حسین اختر دیوبندی نے ''اشاراتِ فریدی'' کے متعلق مزید لکھا ہے:

''حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف کے مقابل رکن الدین
مؤلف ''اشاراتِ فریدی'' (مقابیس المجالس) اور غلام احمد مرزائی
ساکن اوچ کے دجل وفریب اور جعلی شائع کردہ خطوط اور ملفوظات کی
کوئی حقیقت نہیں''۔

(حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور مرزا قادیانی، مشمولہ: احتساب قادیانیت، جلد ۱، صفحہ ۲۲۳، مطبوعہ عالمی مجلس
تحفظِ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان)

(۳) مولوی ابومعاویہ ابوذر بخاری دیوبندی کی زیرادارت شائع ہونے والے ''الاحرار'' میں مولوی عبدالحق چوہان دیوبندی (صدر مجلس احرارِ اسلام، بستی مولویاں، ضلع ڈیرہ غازی خان) نے خواجہ غلام فرید صاحب کے دفاع میں ایک مضمون لکھا ہے، جس کا عنوان ہے:

''حضرت خواجہ غلام فریدرَحمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ پر مرزائی ہونے کا بہتان''۔

(پندرہ روزہ الاحرار، لاہور۔ بابت یکم نومبر تا ۳۰ نومبر ۱۹۷۸ء۔ جلد ۸، شمارہ:۱۶، صفحہ ۱۹)

اس مضمون میں مولوی عبدالحق چوہان دیوبندی نے بھی ''اِشاراتِ فریدی''(مقابیس المجالس) کو ناقابلِ استناد قرار دیا ہے۔ ذیل میں اس کے دو اقتباسات ملاحظہ کریں:

☆ ''مسٹر فضل احمد نے اس بہتان بازی کی پشت پر ''اِشاراتِ فریدی'' کے بعض اقتباسات لا دیے ہیں۔ تاکہ حضرت خواجہ غلام فرید عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کے خلاف مغالطہ انگیزی کو کامیاب بنایا جاسکے۔ مسٹر فضل احمد نے خواجہ صاحب پر جو جھوٹ باندھا ہے اس سے صَرفِ نظر کرنا ناممکن ہے۔ اس لیے ہم اس کے مضمون پر تحقیقی اور علمی اعتبار سے بحث کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہم دلائل و براہین سے یہ ثابت کریں گے کہ فضل احمد نے جس کتاب کے اقتباسات پر اپنے دعاوی کے شیش محل کھڑے کیے ہیں، وہ موجودہ ''تورات وانجیل'' کی طرح جعلی اور تحریف شدہ ہے اور علمی اعتبار سے ناقابلِ استناد ہے''۔ (پندرہ روزہ الاحرار، لاہور۔ بابت یکم نومبر تا ۳۰ نومبر ۱۹۷۸ء۔ جلد ۸، شمارہ:۱۶، صفحہ ۲۰)

☆ ''اگر ''اِشاراتِ فریدی'' کا بہ نظرِ تعمُّق مطالعہ کیا جائے اور خواجہ صاحب کی دیگر تصنیفات سے اس کا تقابُل اور موازنہ کیا جائے، تو روزِ روشن کی طرح یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ ''اِشاراتِ فریدی'' ایک ''تحریف کردہ اور ناقابلِ استناد'' کتاب ہے''۔ (پندرہ روزہ الاحرار، لاہور۔ بابت یکم نومبر تا ۳۰ نومبر ۱۹۷۸ء۔ جلد ۸، شمارہ:۱۶، صفحہ ۲۱)

(۴) مولوی حکیم میر محمد ربانی دیوبندی نے بھی ثابت کیا ہے کہ ''اشاراتِ فریدی'' میں تحریفات والحاقات ہیں۔ ملاحظہ ہو ''احتسابِ قادیانیت''، جلد ۵۹، صفحہ ۴۱۹،

۴۲۱، ۴۲۲(مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان)

(۵)مولوی مشتاق احمد چنیوٹی دیوبندی نے خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے تذکرہ کے ضمن میں ''اشاراتِ فریدی'' (مقابیس المجالس) کے متعلق لکھا ہے:

''اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے ملفوظات ''اشاراتِ فریدی'' سے (جو حضرت کے وصال کے کئی سال بعد شائع ہوئے) ایک عربی خط کا حوالہ دیا ہے۔ جو ''حضرت خواجہ صاحب'' نے مرزا غلام احمد قادیانی کو لکھا، اور اس میں مرزا قادیانی کو ''من عباداللّٰہ الصالحین'' لکھا۔ اس سے معلوم ہوا خواجہ صاحب موصوف، مرزا کو برحق تسلیم کرتے تھے۔ مرزائیوں کا یہ مکارانہ شاہکار کوئی نیا نہیں، بلکہ بہت پرانا اور بدبودار جھوٹ ہے۔ جو آج سے چالیس سال قبل بھی جناب محمد اکبر خان صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر کی عدالت میں قادیانی اُمت نے پیش کیا تھا۔ اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کو مرزائی ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے اثبات میں ''ارشاداتِ فریدی'' (اشاراتِ فریدی از ناقل) نامی کتاب کو پیش کیا تھا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ ہمارے علمائے کرام...... نے قادیانی اُمت کی اس کذب بیانی کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ اور مرزائی فریب کاری کا پردہ چاک کردیا تھا۔ جس کی تفصیل ''فیصلہ مقدمہ بہاولپور'' نامی کتاب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے......نوٹ: اس موضوع پر مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر مرحوم کا ایک رسالہ ہے، جو متعدد بار طبع ہو چکا ہے''

(تحفظِ ختمِ نبوت کی صد سالہ تاریخ،صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱،مطبوعہ انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ، پاکستان)

اس کتاب پر مولوی عبدالحفیظ مکی دیوبندی، مولوی زاہدالراشدی دیوبندی اورمولوی الیاس چنیوٹی دیوبندی (امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان) کی تقاریظ موجود ہیں۔

اس اقتباس میں مولوی مشتاق احمد چنیوٹی دیوبندی نے بھی ''اشاراتِ فریدی''(مقابیس المجالس) کوتحریف شدہ قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ کتاب خواجہ صاحب کے انتقال کے کئی سال بعد شائع ہوئی تھی۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اس کتاب کے تحریف شدہ ہونے کی تفصیل مولوی لال حسین اختر دیوبندی کی کتاب (''حضرت خواجہ غلام فرید رَحمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ اور مرزا قادیانی'') اور''مقدمہ بہاولپور''میں موجود ہے۔

دیوبندی کتب سے پیش کیے گئے ان حوالہ جات سے ثابت ہوگیا کہ''اشاراتِ فریدی''(مقابیس المجالس) میں تحریفات والحاقات موجود ہیں۔اس لیے اس کتاب سے مولوی ابوایوب دیوبندی کا ہمارے خلاف اِستدلال کرنا اوراسے مستند قرار دینا باطل ہے۔

''مقابیس المجالس'' کے چند اقتباسات،جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب میں فرقِ باطلہ کی جانب سے تحریف کی گئی ہے

ذیل میں''اشاراتِ فریدی''یعنی''مقابیس المجالس'' کے چند اقتباس ملاحظہ کریں۔جن سے یہ بات مزید واضح ہوجائے گی کہ اس کتاب میں تحریفات والحاقات موجود ہیں۔

سرسید احمد کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی: مَعَاذَاللّٰہ

ضروریاتِ دین کے منکر سرسید احمد خان نیچری کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

> ''نواب قیصر خان مگسی نے عرض کیا کہ قبلہ سید احمد خان نیچری کس قسم کا آدمی تھا؟ آپ نے فرمایا: نہایت ہی اچھے آدمی تھے۔ اوران کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی۔ ان کا اسلام کے کسی فرقے سے اختلاف نہیں تھا۔ اور ہر فرقے کو اچھا کہتے تھے''۔

(مقابیس المجالس، اُردو ترجم: اشاراتِ فریدی، صفحہ ۷۹۵، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

یہ بات اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں کہ سرسید احمد خان فرقۂ نیچریہ کا پیشوا اَورضروریاتِ دین کا منکر تھا۔ مولوی ابوایوب دیوبندی یہاں اپنا مؤقف واضح کریں کہ کیا سرسید احمد خان جیسے نظریات کے حامل شخص کے بارے میں یہ بات کہنا دُرُست ہے کہ اس کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی؟

مولانا غلام دستگیر قصوری نے ''جواہرِ مُضیَّہ رَدّ نیچریہ'' (مطبوعہ مطبع گلزارِ محمدی، لاہور) میں سرسید احمد خان کے نظریات کا رَدّ کیا ہے۔ اس کتاب پر مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کی تصدیق بھی موجود ہے۔ ڈپٹی اِمداد العلی غیر مقلد نے سرسید احمد خان کے نظریات کے رَدّ میں ''امدادالآفاق برجم اھل النفاق'' (مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور) کے نام سے مستقل کتاب لکھی اور ہر طبقہ کے علما کی تصدیقات حاصل کر کے اس میں شامل کیں۔ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی دیوبندی ومولوی محمد لدھیانوی دیوبندی نے ''نصرۃ الابرار'' (مطبوعہ مطبع صحافی، لاہور ایجنسی گنج) میں۔ مولوی اشرفعلی تھانوی

دیوبندی نے ''اِمدادالفتاویٰ''، کتاب العقائد میں۔ اور مفتی محمد نعیم دیوبندی نے ''ادیانِ باطلہ اور صراطِ مستقیم'' (مطبوعہ بیتُ الاشاعت، جامع مسجد روڈ، بہار کالونی، نزد عباس بُک اسٹال، کراچی) میں سرسید احمد خان کے نظریات کا رَدّ کیا ہے (اس پر مزید تفصیل بھی پیش کی جاسکتی ہے لیکن سرِ دست اتنی ہی کافی ہے)۔ لہٰذا خواجہ غلام فرید کے بارے میں یہ قول منسوب کرنا کہ اُنہوں نے منکرِ ضروریاتِ دین سرسید احمد خان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ اس کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی، دُرُست نہیں۔

مولوی نذیر حسین غیر مقلد صحابی معلوم ہوتا ہے: مَعَاذَ اللّٰہ

''مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا ذکر ہونے لگا۔ قطب الموحدین حضرت خواجہ محمد بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر حسین کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں۔ وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علمِ حدیث میں ان کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ نیز وہ اس قدر بے نفس ہیں کہ اہلِ اسلام کے کسی فرقے کو بُرا نہیں کہتے''

(مقابیس المجالس، اُردو ترجم: اشاراتِ فریدی، صفحہ ۷۹۶، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اس اقتباس میں غیر مقلدین کے امام مولوی نذیر حسین دہلوی کو صحابی جیسا لکھا ہے۔ حالانکہ خواجہ غلام فرید نے اپنی کتاب ''فوائد فریدیہ'' میں وہابیہ کو فرقہ باطلہ میں سے شمار کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ اسی فرقۂ باطلہ وہابیہ کے اِمام کو صحابی جیسا قرار دے دیں۔ فتدبر۔ اس اقتباس میں مذکور یہ بات بھی حقائق کے

خلاف ہے کہ مولوی نذیرحسین غیر مقلد کسی فرقے کو بُرا نہیں کہتے۔کیونکہ مولوی نذیرحسین دہلوی فرقۂ وہابیہ کی غیر مقلد شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔اور غیر مقلدین کے نزدیک اہلِ سنت وجماعت کے عقائد و معمولات شرک و بدعت ہیں۔

توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیہ سے ملتے ہیں۔نیز غیرِ خدا سے مدد مانگنا شرک ہے:: مَعَاذَاللّٰہ

''فرمایا کہ توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیہء کرام سے ملتے جلتے ہیں۔وہابی کہتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے۔بے شک غیرِ خدا سے امداد مانگنا شرک ہے۔توحید یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔چنانچہ **اَیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ** (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں) کا مطلب یہی ہے''

(مقابیس المجالس،اُردو ترجم: اشاراتِ فریدی، صفحہ ۷۹۶، ۷۹۷، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اس اقتباس میں بیان کردہ دونوں باتیں حقائق کے منافی ہیں کہ

(۱) توحید کے متعلق وہابیوں کے عقائد صوفیہ سے ملتے ہیں۔

(۲) اور غیرِ خدا سے مدد مانگنا شرک ہے۔

یہ اقتباس بھی اِلحاقی ہے۔کیونکہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ وہابیہ اور صوفیہ کے عقائد میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔وہابیہ خود بھی اس بات کو دُرست تسلیم نہیں کریں گے کہ ان کے عقائد صوفیہ کے عقائد سے ملتے ہیں۔وہابیہ غیرِ خدا سے طلبِ استمداد کو شرک کہتے ہیں جبکہ صوفیہ اِستمداد کے قائل ہیں۔اسی کتاب میں ''شیخ کی غیبی امداد'' کے عنوان کے تحت ایک واقعہ لکھا ہے جس میں حضرت فخر الاولیا نے اپنے مرید کی غیبی مدد کی تھی۔

(مقابیس المجالس، اُردو ترجم: اشاراتِ فریدی، صفحہ ۸۲۰، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

قارئین! اس کتاب میں اگر ایک مقام پر غیرِ خدا سے مدد مانگنا شرک قرار دیا گیا ہے، تو دوسرے مقام پر غیرِ خدا سے غیبی مدد کا ملنا بیان کیا گیا ہے۔

امام مالک کے مذہب میں کتے کا گوشت حلال ہے:: مَعَاذَاللّٰہ

''مقابیس المجالس''میں ''کتے کا گوشت'' کے عنوان کے تحت ایک واقعہ ان الفاظ میں لکھا ہے:

> ''گفتگو اس بارے میں شروع ہوئی کہ امام مالک کے نزدیک کتے کا گوشت حلال ہے۔ حضرت اقدس نے ایک عالم سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کس طرح ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ میں نے یہ بات کسی فقہ کی کتاب میں نہیں دیکھی''

اس کے بعد لکھا ہے کہ کچھ بزرگ سفر کے دوران چار دن سے بھوکے تھے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کوئی شکار عطا کرے۔:

> ''یہ کہنا تھا کہ وہاں ایک کتا نمودار ہوا۔ چونکہ بھوک سے سب کی حالت خراب تھی۔ انہوں نے کتے کو پکڑ کر ذبح کیا اور امام مالک کے مذہب کے مطابق اس کے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لیے۔ کتے کا سر حضرت ابوعبداللہ کے حصے میں آیا۔ سب لوگوں نے مجبور ہو کر کتے کا گوشت کھایا''

(مقابیس المجالس، اُردو ترجم: اشاراتِ فریدی، صفحہ ۷۳۸، ۷۳۹، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران

کتب،غزنی سٹریٹ،اُردو بازار،لاہور)

اگر مولوی ابوایوب دیوبندی کے نزدیک ''مقابیس المجالس'' معتبر کتاب ہے تو بتائیں کہ امامِ مالک کے مذہب میں یہ مسئلہ کہاں مذکور ہے؟ نیز اگر وہ اس اقتباس کو الحاقی تسلیم نہیں کرتے تو ان کو چاہیے کہ کتے کا گوشت بھی کھایا کریں کیونکہ مولوی خلیل انبیٹھوی نے لکھا ہے کہ:

''مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بِلا ضرورت جائز ہوتا ہے''

(براہینِ قاطعہ، صفحہ ۱۴۱، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

دیوبندی پہلے مفت میں زاغِ معروفہ سے لطف اندوز ہوتے تھے، اب کتے کا گوشت بھی مفت میں تناول فرمایا کریں۔ اس اقتباس سے بھی اہلِ علم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ''مقابیس المجالس'' میں تحریفات والحاقات موجود ہیں۔

مریدین شیخ کے ڈر کلمہ طیبہ میں '' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کہتے تھے، ان کا دل کرتا تھا کہ اپنے شیخ کے نام کا کلمہ پڑھا کریں:

''حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت شیخ کے تمام مریدین برگزیدہ تھے۔ اور محبتِ شیخ میں اس قدر محو تھے کہ کلمہ طیبہ میں ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' حضرت شیخ کے ڈر سے کہتے تھے۔ ورنہ ان کا جی یہ چاہتا تھا کہ شیخ کے نام کا کلمہ پڑھیں''۔

(مقابیس المجالس، اُردو ترجم: اشاراتِ فریدی، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْم۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اس اقتباس کی شناعت پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ''اشاراتِ فریدی'' کے پیش کیے گئے یہ چند اقتباسات اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اس میں تحریفات والحاقات موجود ہیں۔

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی نے ''اشاراتِ فریدی'' (مقابیس المجالس) کے متعلق مزید لکھا ہے:

''چونکہ اہل السنہ دیوبند کے بارے میں خواجہ صاحب نے تعریفی جملے نقل کیے تھے۔ اس لیے ان کی ساری کاوش اور کوشش (اس) کو بے کار بنانے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ شرف قادری نے ''تذکرہ اکابر'' میں خواجہ صاحب کا ذکر کر کے ملفوظات کا ذکر بھی کیا ہے۔ جعلی وغیر معتبر نہیں کہا''

(کشف الخداع، صفحہ ۲۳۵، مطبوعہ دفاع اھل السنۃ والجماعۃ اکیڈمی)

اگر علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے خواجہ صاحب کا ذکر کر کے ''مقابیس المجالس'' (اشاراتِ فریدی) کو جعلی وغیر معتبر نہیں کہا (جو کہ ابوایوب دیوبندی کے نزدیک اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے)۔ تو جواباً عرض ہے کہ یہی کام دیوبندیوں نے بھی کیا ہے۔ سرِ دست صرف دو حوالے پیش ہیں۔ مشہور دیوبندی پیر نفیس الحسینی اور دیوبندی مناظر مولوی منیر احمد اختر نے خواجہ صاحب کے تذکرہ میں ''مقابیس المجالس'' (اشاراتِ فریدی) کا ذکر کیا ہے، لیکن اسے جعلی اور غیر معتبر نہیں کہا۔ حوالہ جات ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

☆ نفیس الحسینی دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت خواجہ غلام فرید قُدِّسَ سِرُّہٗ (م ۱۳۱۹ھ۔ ۱۹۰۱ء): حضرت خواجہ غلام فرید، پنجاب میں

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے

تھے۔فرمانروایانِ ریاست بہاولپور کے پیرومرشد تھے۔ان کے

ملفوظات کا ایک مجموعہ ''مقابیس المجالس'' کے نام سے ہے''

(حکایتِ مہرووفا، صفحہ ۹، مطبوعہ دار النفائس، نفیس منزل، کریم پارک، راوی روڈ، لاہور۔ایضاً، صفحہ ۶، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، ۶-بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور)

☆ مولوی منیر احمد اختر دیوبندی نے اپنی کتاب ''اکابرِ دیوبند کیا تھے؟''(مطبوعہ دارالنعیم، دارالنعیم، دکان نمبرا، بیسمنٹ عمرٹاور، حق سٹریٹ، اُردوبازار، لاہور) کے صفحہ ۳۷، ۳۸-صفحہ ۵۷ تا ۶۰، اورصفحہ ۹۸ پر''مقابیس المجالس''یعنی''اشاراتِ فریدی'' کے حوالہ جات سے استدلال کیا ہے اورکہیں بھی اس کتاب کو مُحَرَّف نہیں کہا۔لہٰذااِن دونوں حوالہ جات کا جوجواب آپ دیوبندی دیں گے، وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیجیے گا۔

''مقابیس المجالس'' کے متعلق دیوبندیوں کی مکاری اوردوزبانیں:

دیوبندیوں کی مکاری دیکھیے کہ جب انہوں نے اکابرِ دیوبند کی توثیق پیش کرنی ہو،توبلاجھجک ''مقابیس المجالس'' سے اِستدلال کرلیتے ہیں۔لیکن جب اس کتاب سے قادیانیوں کے کیے گئے استدلال کا جواب دینا ہو، تو وہاں کہتے کہ''یہ کتاب محرِّف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے، اس لیے اس سے اِستدلال دُرُست نہیں''۔

☆ ''مقابیس المجالس''(اشاراتِ فریدی) کے متعلق دوسرے اقتباس میں مولوی ابوایوب دیوبندی نے جوکہا ہے، وہ قادیانی بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

''چونکہ مرزا غلام احمد کے بارے میں خواجہ صاحب نے تعریفی جملے
بیان کیے تھے۔ اس لیے اس کو بے کار بنانے کی کوشش کی
گئی۔ حالانکہ مولوی نفیس الحسینی دیوبندی نے ''حکایتِ مہر و وفا'' میں
خواجہ صاحب کا ذکر کر کے ملفوظات کا ذکر بھی کیا ہے۔ جعلی
وغیر معتبر نہیں کہا''

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی کے پیرومرشد مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے لکھا ہے:

''اگر کسی عالم کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب اور اس کے ملفوظات
یا اس قسم کی دیگر چیزوں کا آپس میں تعارض ہو۔ تو اس کی اپنے ہاتھ
سے لکھی ہوئی کتاب کا اعتبار ہوگا''۔

(جی ہاں فقہِ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے، صفحہ ۲۲، مطبوعہ مکتبۃ اھل السنۃ و الجماعۃ، ۸۷-جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا)

یہی اُصول آپ پچھلے صفحات میں دیوبندی مناظر مولوی لال حسین اختر دیوبندی کے حوالے سے بھی ملاحظہ کر چکے ہیں کہ:

''حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف (فوائد فریدیہ از ناقل) کے
مقابل رکن الدین مؤلف ''اشاراتِ فریدی'' (مقابیس
المجالس) اور غلام احمد مرزائی ساکن اوچ کے دجل و فریب اور جعلی
شائع کردہ خطوط اور ملفوظات کی کوئی حقیقت نہیں''۔

(احتسابِ قادیانیت، جلد ا، صفحہ ۲۲۳، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت،
حضوری باغ روڈ، ملتان)

مولوی لال حسین اختر دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بیان کردہ

اس اُصول کے مطابق اگرکسی کے ملفوظات، اس کی اپنی لکھی ہوئی کتاب کے ساتھ ٹکرا رہے ہوں، تو اس کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کا اعتبار ہوگا۔ اب خواجہ صاحب کی اپنی لکھی ہوئی کتاب ''فوائد فریدیہ'' کا اقتباس ملاحظہ کریں، جس میں انہوں نے وہابیہ کو باطل مذہب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''باطل مذاہب میں سے چار بہت ہی عام ہیں:

۱-رافضیہ ۔ ۲-خارجیہ۔ ۳-وہابیہ، جو کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ حتیٰ کہ حضورِ اکرم بھی وفات کے بعد قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ قبروں کے نزدیک دعا مانگنے والا کافر ہے۔ ۴-معتزلہ''

(فوائد فریدیہ، صفحہ ۵۵، مطبوعہ، مکتبہ معین الادب، جامع مسجد شریف، ڈیرہ غازی خان)

چونکہ اپنی تحریر کردہ کتاب میں خواجہ صاحب نے فرقہ وہابیہ (جو اس وقت غیرمقلدین وعلمائے دیوبند دونوں کو کہا جاتا تھا) کو باطل مذہب قرار دیا ہے۔ اس لیے ''مقابیس المجالس'' کا حوالہ دیوبندیوں کو مفید نہیں۔

مولوی ابوایوب نے علمائے دیوبند کی تائید و توثیق خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ بِحَمْدِہٖ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی راقم نے اس کی زبردست تردید دیوبندی مذہب سے پیش کر کے مولوی ابوایوب دیوبندی کے منہ پر مُہرِ سکوت لگا دی ہے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری کی طرف سے دیوبندیوں کی تکفیر:

مولانا غلام دستگیر قصوری کے متعلق ڈاکٹر خالد محمود کا جھوٹ کا محاسبہ:

☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے متعلق لکھا ہے:

''قصور کے ایک تاریخی بزرگ مولانا غلام دستگیر قصوری ایک جگہ مسجد کے ایک مسئلے

پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ظن غالب ہے کہ جو فتویٰ دیوبند کے نام سے ہے، وہ بھی وہاں کا نہیں۔ کیونکہ یہ کب ممکن ہے کہ وہاں کے علما بلا دلیل کسی شئے کو حرام بنادیں اور ایک مسجد تعمیر یافتہ اور آباد کو بلا وجہِ شرعی مسجد یت سے خارج اور غیر آباد کر دیویں''۔

(استفتاء

مسجد ستیہ والا، ص ۹، مطبوعہ قصور ۱۲۹۴ھ)

موضع ستیہ والا ضلع فیروز پور میں ایک گاؤں ہے، وہاں کی ایک مسجد کے بارے میں یہ اختلاف اُٹھا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ مولانا غلام دستگیر کا ان حضرات سے بعض علمی مسائل میں اختلاف بھی ہوا۔ مولانا قصوری نے ''تقدیس الوکیل'' لکھی اور اس میں بطریقِ لزوم حضرت مولانا خلیل احمد پر توہینِ باری تعالیٰ کا الزام لگایا۔ لیکن یہ الزام چونکہ بطریقِ لزوم تھا، بطریقِ التزام نہ تھا۔ اس لیے آپ نے ان حضرات کے خلاف فتویٰ کی زبان استعمال نہ کی اور کوئی فتویٰ نہ دیا۔ پھر جب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن نے اس پر ''اَلْجَهْدُالْمُقِلُ فِی تَنْزِیْه الْمعِزِّوَ الْمُذِل''لکھی تو مولانا قصوری کا وہ ابہام بھی جاتا رہا۔ اب واقعی ان کے نزدیک ناممکن تھا کہ علمائے دیوبند کوئی بات قرآن وحدیث کے خلاف کہیں۔ فتویٰ کی زبان میں ہندوستان کے اہلِ سنت مسلمانوں کو علماءِ دیوبند پر پورا اعتماد تھا''۔

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆ اسی جلد میں ایک اور مقام پر ڈاکٹر خالد محمود نے لکھا ہے:

''مولانا غلام دستگیر کے عہد میں موضع ستیہ والا تحصیل وضلع فیروز پور (پنجاب) میں ایک مسجد کی زمین کے بارے میں ایک مسئلہ چلا۔ مختلف جگہوں سے مختلف فتوے آئے۔ دیوبند کے نام سے جو فتویٰ پیش کیا گیا، وہ صحیح نہ تھا۔ مولانا غلام دستگیر یہ ماننے

کے لیے تیار نہ ہوئے کہ وہاں سے غلط فتویٰ بھی آ سکتا ہے۔ آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''ظن غالب ہے کہ جو فتویٰ دیو بند کے نام سے ہے، وہ بھی وہاں کا نہیں۔ کیونکہ یہ کب ممکن ہے کہ وہاں کے علما بلا دلیل کسی شئے کو حرام بتلا دیں اور ایک مسجد تعمیر یافتہ اور آباد کو بلا وجہِ شرعی مسجدیت سے خارج اور غیر آباد کریں''۔ (استفتاء مسجد ستیہ والا، طبع قصور، ۱۲۹۴ھ، مطبع انجمن اسلامیہ)

مولانا غلام دستگیر اس بات کو ناممکن قرار دیتے ہیں کہ علماءِ دیو بند بلا وجہِ شرعی کسی چیز کو ناجائز بتلا دیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مدرسہ دیو بند کے خلاف ان دنوں پورے ملک میں کوئی سُنّی محاذ نہ تھا۔ نہ اس وقت مولانا احمد رضا خاں کا بریلی میں کوئی مدرسہ تھا، اس وقت کہیں دیو بندی، بریلوی کے اختلافات نہ تھے۔ ''تقدیس الوکیل'' اس کے بہت بعد کی تالیف ہے۔ اور اس میں صرف لزوم کی حد تک آپ نے ان پر الزام قائم کیے ہیں۔ التزام کی حد تک نہیں''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۱۸۶، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆ یہی بات ڈاکٹر خالد محمود دیو بندی نے ''مطالعہ بریلویت'' جلد ۲، صفحہ ۶۲ پر بھی لکھی ہے۔ ''مطالعہ بریلویت'' جلد ۸ سے پیش کیے گئے پہلے اقتباس میں ڈاکٹر خالد محمود دیو بندی نے مولانا غلام دستگیر قصوری کو ''بزرگ'' تسلیم کرتے ہوئے آپ کی عظمت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''قصور کے ایک تاریخی بزرگ مولانا غلام دستگیر قصوری''۔

☆ مولانا غلام دستگیر قصوری کے متعلق یہی بات ڈاکٹر خالد محمود نے اپنی ایک اور کتاب میں یوں لکھی ہے:

''حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کا ایک مناظرہ مولوی غلام دستگیر قصوری سے ضرور ہوا تھا۔ مولوی صاحب موصوف علماءِ

دیو بند کی تکفیر نہ کرتے تھے، بلکہ انہوں نے ایک

رسالہ ''جواھر المضیۃ'' جو نیچریوں کے رَدّ میں لکھا تھا، اس کی

دار العلوم دیو بند کے پہلے صدر مدرِّس حضرت مولانا محمد یعقوب

صاحب سے تصدیق حاصل کی تھی، اور وہاں حضرت مولانا کو بڑے

بڑے القاب اور نہایت با اعتماد الفاظ سے ذکر کیا ہے''

(عبقات، جلد ۱، صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱، مطبوعہ محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، محمود کالونی، لاہور)

''مطالعہ بریلویت'' اور ''عبقات'' سے نقل کیے گئے مندرجہ بالا اقتباسات سے حاصل ہونے والے ۳ نکات، جن پر تبصرہ کیا جائے گا، درج ذیل ہیں:

۱- مولانا غلام دستگیر قصوری کے نزدیک دارُ العلوم دیو بند غلط فتویٰ نہیں دے سکتا۔

۲- مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیو بند کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔

۳- ''اَلْجَھْدُ الْمُقِلْ فِی تَنْزِیْہِ الْمعِزِّ وَالْمُذِل'' کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری کا علمائے دیو بند کے متعلق ابہام ختم ہو گیا تھا۔ ان نکات کا جواب ذیل میں ملاحظہ کریں۔

پہلے جھوٹ کا جواب:

(ا):۔ مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیو بند کے اصل وہابیانہ گستاخانہ نظریات کے علم سے قبل ان سے حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ اسی سبب آپ نے اپنے فتویٰ میں لکھا (بشرطِ صحتِ نقل):

''ظن غالب ہے کہ جو فتویٰ دیو بند کے نام سے ہے، وہ بھی وہاں

کا نہیں۔ کیونکہ یہ کب ممکن ہے کہ وہاں کے علما بلا دلیل کسی شئے کو حرام

بتلادیں اور ایک مسجد تعمیر یافتہ اور آباد کو بلا وجہِ شرعی مسجدیت سے

خارج اور غیر آباد کریں‘‘۔

چونکہ علمائے دیوبند، حنفی ہونے کے مدعی تھے، اس لیے ۱۲۹۴ھ میں مولانا قصوری نے ان کے ادعائے حنفیت کے پیشِ نظر ’’حُسنِ ظن‘‘ اوران کے وہابیانہ نظریات سے لاعلمی کی وجہ سے لکھا کہ وہ یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ ایک مسجد کو بلا وجہِ شرعی مسجدیت سے خارج کر کے غیر آباد کریں۔لیکن اس فتویٰ کے ۱۲ سال بعد ۱۳۰۶ھ میں جب مولانا غلام دستگیر قصوری کو علمائے دیوبند کے اصل وہابیانہ نظریات کا علم ہوا،تو آپ نے ان کا خوب رَدّ کیا اور تکفیر کا فتویٰ جاری کیا۔ذیل میں ’’تقدیس الوکیل‘‘ سے ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے جس میں مولانا غلام دستگیر قصوری نے خود لکھا ہے کہ وہ ابتداء میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو علمائے اہلِ سنت میں سے سمجھتے تھے اور اس سے محبت لِلّٰھی رکھتے تھے۔لیکن جب اس کی کتاب ’’براہینِ قاطعہ‘‘ کو دیکھا، تو وہ محبت، سخت عداوت میں بدل گئی۔پھر آپ نے ’’براہینِ قاطعہ‘‘ کے اقوالِ مردودہ کے رَدّ میں رسالہ مرتب کر کے اس پر پنجاب کے مشاہیر علمائے لاہور و امرتسر کی تائیدات حاصل کیں۔اس کے بعد ’’بہاولپور‘‘ میں مولوی خلیل انبیٹھوی سے مناظرہ کیا، اوراس کی روئیداد ’’تقدیس الوکیل‘‘ لکھ کر علمائے حرمین وہندوستان سے علمائے دیوبند کے خلاف اس پر تقریظات لکھوائیں۔مولانا قصوری کی تحریر ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

’’یہ خلیل احمد ’’براہین قاطعہ‘‘ کا مؤلف مدرسہ عربیہ ریاست بہاول پور میں اوّل مدرِّس اور اکابر علما میں سے تھا۔اور فقیر کاتب الحروف بھی اُس سے محبت لِلّٰھی رکھتا تھا، کیوں کہ اسے علمائے اہلِ سنت سے جانتا تھا۔مگر جب فقیر کاتب الحروف ربیع آخر ۱۳۰۶ھ میں بغرضِ تحسین بعضے امورِ دین کے واردِ ریاستِ مذکور ہوا، اور رسالہ ’’براہینِ قاطعہ‘‘ دیکھا،تو وہ مدت کی محبت سخت عداوت سے مبدل ہوگئی اور جب اخیر اس رسالہ

کے رشید احمد گنگوہی کی تصدیق دیکھی، جو اُس نے بڑی شد و مد سے کی ہے اور اِس رسالہ کو بلقب ''الدلائل الواضحه علٰی کراهة المروج من المولو دو الفاتحه'' ملقب کیا ہے اور اس کے مؤلف کو اقسامِ دُعا اور ثنا سے یاد فرمایا ہے اور نیز ابتداء یعنی لوح پر درج ہے کہ ''بامر جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مطبع ہاشمی میں مطبوع ہوا'' تب فقیر کو مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم سہارن پوری کے قول کی تصدیق ہوئی، جو اُنھوں نے، ان کے حق میں عربی اخبار لاہور میں لکھا تھا کہ ''اس کا نام رشید ہے اور کام غیر رشید ہے''۔ پس فقیر نے ''براہین'' کو دیکھ کر، بعضے اعیانِ ریاست بہاول پور کو اس کے مضامین کی قباحت پر مطلع کیا اور یہ خبر والیِ ریاست موصوفہ اصلح اللّٰہ تعالٰی حالنا و حاله و احسن مالنا و ماله تک پہنچی اور تجویز ہوئی کہ حضرت صاحب چاچڑاں شریف یعنی اُن کے مرشد حاجی صاحب شیخ المشائخ مولانا شیخ غلام فرید صاحب سلّمه اللّٰہ الحمید جب سفرِ اجمیر شریف سے واپس تشریف لائیں، تو وہ حَکَم (مُنصِف) کیے جائیں، اور اُن کے رو برو ''براہین'' کے مطالب کی تحقیق کے واسطے مناظرہ ہو۔ تو اس فرصت میں فقیر اپنے وطن کو آیا اور ''براہین'' کے اقوالِ مردودہ کے رَدّ میں ایک رسالہ لکھا اور علمائے پنجاب کی خدمت میں پیش کر کے مشاہیر علمائے لاہور و امرتسر سے تصدیق کرایا۔ پھر ابتدائے رمضان المبارک میں حسب الطلب ریاست بہاولپور کے فقیر مناظرہ کے لیے وارد بہاولپور ہوا، اور خلیل احمد جو رُخصت پر تھا، وہ بھی اپنے ہم مشرب علما کو لے کر عشرہ اخیر رمضان المبارک میں وارد بہاولپور ہوا، جن کے نام یہ ہیں:

۱- مولوی محمود حسن، مدرِّس مدرسہ دیوبند- ۲- مولوی صدیق احمد، مقیم ریاست کوٹلہ مالیر- ۳- مولوی محمد مراد- ۴- مولوی عبد الحق، متوطن قاضی پور- ۵- مولوی جمیعت علی، مدرِّس فارسی، بہاول پور۔

اور حضرات علمائے اہلِ سنت سے ۱- مولوی سلطان محمود تلہری والے۔ ۲- مولوی

عبدالرشید، مدرِّس مدرسہ صاحب السیر عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ۔ ۳-مولوی عمر بخش۔ ۴-مولوی غلام نبی۔ ۵-و مولوی الٰہ بخش صاحبان کو بغرضِ تحقیقِ حق بلوایا اور رمضان شریف میں شدتِ گرمی کے سبب سے انعقادِ مجلسِ مناظرہ بعدِ عیدِ سعید قرار پایا۔ پس ۳ شوال کو حضرت صاحب کے مقام فرودگاہ پر، اراکینِ ریاستِ بہاول پور، و جمیع علما و شرفا وغیرھم جمع ہوئے، تو فقیر راقم الحروف نے محض تائیدِ دینِ متین کی غرض سے چند اعتراضات، مسائلِ ''براہین قاطعہ'' پر عرض کیے اور اوّل سے آخر تک پڑھ سنائے، جو بجنسہٖ منقول ہوتے ہیں۔

پہلا اعتراض: ''انوارِ ساطعہ'' کے ابتداء میں ضعفِ اِسلام پر افسوس کر کے لکھا ہے :

''کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جنابِ باری عزاسمہٗ جس کی شانِ عالی یہ ہے: ''وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ اس کو امکانِ کذب کا دھبہ لگاتا ہے'' ۔انتھٰی۔

''براہین قاطعہ'' کے صفحہ ۳ میں اس کی تردید یوں کی ہے:

''امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا، بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خُلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں؟ چناں چہ ''رَدُّمُحتَار'' میں ہے: ''ھل یجوز الخلف فی الوعید۔ الخ'' اور ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے۔ پس اِس پر طعن کرنا مولف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور امکانِ کذب خُلفِ وعید کی فرع ہے'' ۔انتھٰی ملتقطۃ۔

اس پر خلاصہ اعتراض کا یہ ہے کہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کو خُلفِ وعید کی فرع بتانا عوام اہلِ اسلام کو دھوکا دینا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ ''براہین'' والے کا خود عقیدہ یہی

ہے اور یہی عقیدہ بعینہٖ وہابیوں کا ہے۔ چناں چہ رسالہ ''جامع الشواہد'' میں درج ہے:

''پہلا عقیدہ وہابیوں کا یہ ہے کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں، چناں چہ کتاب ''صیانۃ الایمان'' مطبوعہ مراد آباد، مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۵ میں مندرج ہے۔'' ۔انتھٰی بلفظہ۔

اور ایسا ہی اِس رسالہ میں چند عقائد و اعمال اُن کے ذکر کر کے اخیر میں چھپن (۵۶) علماے ہندوستان کے اتفاق سے لکھا ہے کہ بعضے یہ عقائد وغیرہ کفر ہیں۔ بعضے فسق وبدعت ہیں اور ہند و پنجاب میں یہ رسالہ مکرر چھپ کر شائع ہوا ہے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، صفحہ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۶۴ تا ۶۷، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۶۰، ۶۱، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

دوسرے جھوٹ کا جواب:

(۲) دجل وفریب میں اپنی مثال آپ یعنی ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی کا یہ کہنا کہ:

''مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیوبند کو کافر نہیں سمجھتے تھے''۔

بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ڈاکٹر خالد محمود کے اس جھوٹے دعوے کی تردید پہلے ڈاکٹر خالد محمود کی اپنی دو کتب ''مطالعہ بریلویت'' اور ''مناظرے اور مباحثے'' سے پیش کی جائے گی۔اس کے بعد ''تقدیس الوکیل'' اور دو عدد مستند دیوبندی کتب ''تذکرۃ الخلیل'' اور ''حیاتِ خلیل'' سے بھی اس بات کا ثبوت پیش کیا جائے گا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری نے مولوی خلیل انبیٹھوی اور ان کے ہم عقیدہ علمائے دیوبند کی تکفیر کی ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کا دو مقامات پر اِقرار، کہ

مولانا قصوری علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل تھے:

پہلا اِقرار:

(ا) ''میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ایک مولوی غلام دستگیر قصوری ہوئے تھے۔ اس نے علماءِ دیوبند کو جو کافر کہا۔ تو مولانا سعید احمد سے پوچھا گیا کہ غلام دستگیر جو آپ کو کافر کہتا ہے، آپ بتائیے کہ آپ ان کو کیا کہتے ہیں؟

مولانا نے جواب دیا، فرمایا: ہم اس کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو اصل بات ہے کہ وہ بھی جھوٹ کہتا ہے، ہم بھی جھوٹ کہتے ہیں، وہ جو ہیں کہتا ہے کافر تو جھوٹ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مسلمان ہیں، ہم بھی جھوٹ بول رہے ہیں۔ مولانا خلیل احمد صاحب ''تذکرۃ الخلیل'' ص ۱۳۳ میں فرماتے ہیں:

غلام دستگیر ار کافرم خواند — چراغِ کذب را نبود

مسلمان گفتمش اندر مکافات — دروغے را جزا باشد

غلام دستگیر احمد مجھے کافر کہہ رہا ہے۔ تو جھوٹ کا چراغ ہمیشہ نہیں جلتا، میں ان کو جواب میں مسلمان کہتا ہوں۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ جھوٹ کا بدلہ جھوٹ، اب یہ مسئلہ تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان کے اور ہمارے درمیان فاصلہ یہ ہے کہ

برزخ بحرین امکان و جوب

یہ تو کفر و اِسلام کا فاصلہ ہے''۔

(مناظرے اور مباحثے صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، کچہری روڈ، پسرور، سیالکوٹ۔ مرتب ابن یونس مولوی حافظ ندیم قاسمی دیوبندی)

دوسرا اِقرار:

(۲)''حضرت مولانا خلیل احمد رَحمَةُ اللّٰہِ عَلَیہِ کو کسی نے بات پہنچائی کہ مولانا (غلام) دستگیر آپ کو کافر کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس نے کہا: آپ انہیں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جھوٹ کا بدلہ جھوٹ، ہم انہیں مسلمان کہتے ہیں۔ سو جس نے بھی بریلویوں کو کبھی مسلمان کہا، وہ اسی قبیل سے ہے۔ جزاء سیئة سیئة مثلھا۔ آپ نے فرمایا:

غلام دستگیر ارکافرم خواند — چراغِ کذب را نبود
مسلمان گفتمش اندرمکافات — دروغے را جزا باشد

(تذکرۃ الخلیل، ص ۱۳۳)''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۵، صفحہ ۶۹، مطبوعہ دارالمعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی نے اپنی کتاب ''مطالعہ بریلویت'' میں ایک ہی عنوان پر دو متضاد موقف بیان کیے ہیں۔ اس کی جلد ۲ اور ۸ میں لکھا ہے کہ:

''مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے تھے''۔

جبکہ جلد ۵ میں اپنے پہلے مؤقف کے برعکس یہ اعتراف کیا ہے کہ:

''مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیوبند کی تکفیر کرتے تھے''۔

کتاب ''مناظرے اور مباحثے'' میں بھی ڈاکٹر خالد محمود نے تسلیم کیا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری علمائے دیوبند کی تکفیر کرتے تھے۔

سچ ہے: دروغ گورا حافظہ نباشد

''تذکرۃ الخلیل'' اور ''حیاتِ خلیل'' سے اس بات کا ثبوت کہ مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیوبند کو کافر سمجھتے تھے:

☆ مستند دیوبندی کتاب ''تذکرۃ الخلیل'' میں لکھا ہے:

''اخبار نظام الملک، مرادآباد ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ کی وہ تحریر شائع

کرتا ہوں، جو ایک مصنف شریکِ مناظرہ نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی اس تحریر کے جواب میں شائع کی، جس کی سُرخی یہ تھی:

خلیل

احمد خدا را گفت

کاذِب

دلیل آورد از

خلف المواعید

............ساری تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی بھی جو کہ مشہور و معروف ''وہابی'' اور ''رئیسِ غیر مقلدین'' ہے، یہی کہتا ہے۔ اور مولوی خلیل احمد اُس کا چیلا ہے۔ لہٰذا ''کافر اور وہابی'' ہے۔ اس تحریر پر طلبہ کے اور نام کے مولویوں اور مساجد کے اماموں اور واعظوں کے دستخط کرا دیے۔ جس سے عوام سمجھیں کہ ریاست کے سارے مولوی تکفیر پر متفق ہیں''

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳، مطبوعہ مکتبۃ الشیخ، ۳/ ۴۴۵- بہادر آباد، کراچی)

اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری نے مولوی خلیل انبیٹھوی کی تکفیر کی تھی۔

☆ اسی سلسلے میں ''تذکرۃ الخلیل'' سے مزید دو اقتباسات ملاحظہ کریں جن میں واضح طور پر یہ اِقرار کیا گیا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیوبند کی تکفیر کرتے تھے:

''بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی نہ جماعتِ اہلِ سنت و جماعت سے ہم جُدا ہیں، نہ دائرۂ اسلام سے خارج۔ اور نہ ہمارا کوئی عقیدہ عقائدِ اہلِ سنت کے خلاف۔ تو یہ سب ''سبّ و شتم'' اور تضلیل و تکفیر مولوی غلام دستگیر کی طرف ہی لَوٹتی ہے''

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۳۵، مطبوعہ مکتبۃ الشیخ، ۳/ ۴۴۵- بہادر آباد، کراچی)

☆ ''افسوس یہ ہے کہ مفتی کون؟ غلام دستگیر۔ اور مسئلہ کون سا؟ عمومِ قدرتِ باری تعالیٰ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ یہ منھ اور مسور کی دال۔ خدا کی قدرت کہ مسئلہ قدرت میں اور غلام دستگیر ہماری تکفیر کرے''۔

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۳۶، مطبوعہ مکتبہ الشیخ، ۳/ ۴۴۵۔ بہادر آباد، کراچی)

(۲) مولوی محمد ثانی حسنی دیوبندی نے لکھا ہے:

''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ذریعہ جھوٹے فتوے شائع کیے گئے۔ حکومت کی نگاہ میں آپ کو گرانے کی فکر کی گئی۔ فرمانروائے ریاست کو مشتعل کیا گیا۔ ایسا بھی ہوا کہ علمائے سوء کی دستخطوں سے آپ کو کافر تک بنایا گیا''

(حیاتِ خلیل، صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴،، مکتبۂ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ/ کتب خانہ یحیوی، مظاہر علوم، سہارنپور)

☆ مولوی محمد ثانی حسنی دیوبندی نے اسی سلسلے میں مزید لکھا ہے:

''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے ایک فتویٰ شائع کیا، اور اس پر بہاولپور کے کئی اماموں اور واعظوں کے دستخط لیے۔ اس فتویٰ کا ماحصل یہ تھا:

''خلیل احمد اور اس کے ہم عقیدہ اہلِ سنت سے نہیں۔ فرقہ وہابیہ اسماعیلیہ کے سخت بے ادبوں سے ہیں۔ جن سے ہندوستان وغیرہ میں غیر مقلد اور نیچری شاخیں نکلی ہیں۔ اہلِ اسلام، اہلِ سنت والجماعت کو ان سے اجتناب واجب ہے''

''براہینِ قاطعہ'' کو پڑھ کر یہ بات مشہور کی گئی کہ:

''مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی، جو کہ مشہور و معروف وہابی اور رئیس غیر مقلدین ہیں، یہی کہا ہے اور مولوی خلیل احمد اس کا چیلہ ہے، لہٰذا کافر اور وہابی ہے''

مناظرہ: صرف یہ تحریر ہی شائع نہیں کی گئی، بلکہ فرمانروائے ریاست کو باور کرایا گیا کہ مولانا خلیل احمد صاحب بدعقیدہ اور کافر ہیں''۔ (حیاتِ خلیل، صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴، مکتبۂ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ/ کتب خانہ یحیوی، مظاہر علوم، سہارنپور)

دیوبندی کتب سے پیش کیے گئے ان حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے حوالے سے ڈاکٹر خالد محمود کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ آپ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔

''تقدیس الوکیل'' سے اس بات کا ثبوت کہ مولانا غلام دستگیر قصوری، علمائے دیوبند کو کافر گستاخ سمجھتے تھے:

اب اگلی سطور میں ''تقدیس الوکیل'' کے وہ اقتباسات ملاحظہ کریں، جن میں مولانا غلام دستگیر قصوری نے علمائے دیوبند بالخصوص مولوی خلیل انبیٹھوی کی خوب درگت بنائی ہے۔

☆ ''امکانِ کذب کا صاحبِ ''براہین'' معتقد ہے۔ پھر صاف صاف اور اُونچی آواز سے منادی کررہا ہے کہ: ''مسئلہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ ہرگز عقائدِ اہلِ سنت کے مخالف نہیں ہے، بلکہ امکانِ کذب کو نہ ماننے والا اہلِ سنت سے خارج ہے''۔ چناں چہ یہ اقوال اس کے جواب تفصیلی سے اُوپر منقول ہوچکے ہیں۔ اور وہ جوابِ تفصیلی اس کا دستخطی فقیر کے پاس موجود ہے، جو چاہے دیکھ لے۔ پس یہ اُس کے اقوال فقیر قصوری کَانَ اللّٰهُ لَهٗ کے صدق پر اور انبیٹھوی بہتانی کے کذب پر روشن دلیل ہیں۔ پس جو لوگ حق سُبْحَانَهٗ کو کاذِب بتاویں اور اُس کے امکانِ کذب کو بکمالِ تاکید ثابت فرماویں، تو وے ابنائے جنس کی تکذیب سے کیا پروا رکھتے ہیں۔ حاکم حقیقی ہی بہتر منتقم ہے''۔

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید و الخلیل، صفحہ ۳۵، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۸۹، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۴۲، ۴۳، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن،

لاہور)

☆ ''مولوی اسماعیل دہلوی نے رسالہ ''یک روزی'' میں یہ تقریر لکھی ہے، جس پر صاحبِ ''براہین'' اور اُس کے حواریین، جیسا کہ پہلے اس سے بھی اس کی تقلید کر کے حق تعالیٰ کی توہین میں اوندھے گرے تھے۔ ویسا ہی یہاں پر قرآنِ مجید کی تفسیر بالرائے کر کے اور حافظ ہو کر قرآن کے لفظوں میں بھی نقصان کررہے ہیں''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۳۵، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۹۰، ناشر:طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً،صفحہ ۴۴،مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''مولوی گنگوہی اور اس کا مرید انبیٹھوی اور تمام اُن کے ہم مذہب جو حق تعالیٰ کے امکانِ کذب کو ثابت کررہے ہیں۔غور سے دیکھیں کہ اس بداعتقادی نے اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے سے اور علما اور اولیا کے کلام میں دلیرانہ تحریفِ لفظی ومعنوی سے ان کی کیسی عاقبت خراب کی ہے، ترقی کے بعد تنزّل سے پناہ بخدا''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۴۸، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۱۰۷، ناشر:طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً،صفحہ ۶۳،مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

''معتقدمنتقد'' کے حوالے سے نقل کیا ہے:

☆ ''فرقہ وہابیہ سارے اہلِ اسلام سے مخالف ہوگئے ہیں۔اُن کا امام یعنی مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا ہے: خدا کا کذب اور اِس سے امکانِ اتصاف محال بالذات نہیں ہے۔اور یہ امکانِ کذب، قدرتِ الٰہی سے خارج نہیں ہے، ورنہ آدمی کی قدرت، خدا کی قدرت سے بڑھ جاوے گی۔انتھی۔اور بعضے اس کے مقلدوں نے اِس سے بڑی گفتگو میں درازنفسی کی اور دوزخ کا سزاوار ہوا۔یہاں تک کہ حق تعالیٰ کا جہل، عجز اور تمام نقص اور عیبوں اور فواحش وقبائح سے متصف

ہونا ممکن کہا اور اپنے آپ کو اور ساری قوم کو رُسوا کیا ہے‘‘

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، صفحہ ۵۳، ۵۴، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۴۱۳ھ۔ایضاً، صفحہ ۱۱۵، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۱۷، ۲۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ’’براہین، کے صفحہ ۳ میں حق تعالیٰ پر امکانِ کذب کو تسلیم کر کے مؤلف رسالہ ’’انوارِ ساطعہ‘‘ پر یہ طعن کیا کہ:

’’اس کے پیشوا حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے مثل کے پیدا کرنے پر قادر نہیں جانتے، اس سیز دہم صدی کے بدعتی عجز قادرِ مطلق کے مُقِر ہوئے اور ’’اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْرٌ‘‘ کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا، اور مؤلف اس پر افسوس نہیں کرتا ہے۔‘‘ الخ۔

سو اس میں بھی مدرّس مذکور نے مولوی اسماعیل کی ’’تقویۃ الایمان‘‘ کے اس قول کی تائید کی ہے کہ: ’’آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مثل کا پیدا ہونا ممکن ہے‘‘۔ جس پر علمائے دین نے اس کے ایسے ہفوات کی تردید کی اور بتصدیق علمائے حرمین محترمین اس کی تکفیر تک نوبت پہنچی کہ حق تعالیٰ نے آپ کو خاتَمُ النَّبِیِّین فرمایا ہے، جس سے آپ کی مثل محال اور ممتنع قرار پا چکی ہے، اور تمام معتبر تفاسیر میں درج ہے کہ محالِ قدرت الٰہی میں داخل نہیں اور اس سے قادر مطلق کی عجز ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ممکنات جن کا نام ’’شئے‘‘ ہے وہ اس کی قدرت میں داخل ہیں‘‘

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، صفحہ ۶۶، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۴۱۳ھ۔ایضاً، صفحہ ۱۲۹، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۸۹، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ’’فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کہتا ہے: کہ اوپر مولوی اسماعیل کی تقویۃ الایمان سے نقل ہو چکا ہے کہ وہ ہزارہا مثل آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے امکان کا قائل ہے،

پھراس پر جب امکان کذب باری تعالیٰ لازم آیا، تو مؤلف ''تقویۃ الایمان'' نے اپنے رسالہ ''یک روزی'' میں اس کو تسلیم کرلیا ہے۔اس پر ''انوارِساطعہ'' والے نے کنایہ سے طعن کیا ہے۔جس کے جواب میں ''براہین'' میں اس کو جاہل وغیرہ خطاب دیا ہے۔اب یہ مولوی اسماعیل کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔اور پھر اس تائید سے ''اِنکار'' اور ''تقیہ''، تا کہ اہالیانِ ریاست اِس پر مطلع نہ ہوں۔اور مؤلف کی نوکریِ مدرسہ میں خلل نہ پڑے، یہ دل لگتی کی بات کر کے کچھ حاصل کرنا نہیں تو اور کیا ہے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدو الخلیل، صفحہ ٦٧، ٦٨، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۱۳۱، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۹۲، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆''فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ عرض کرتا ہے کہ میں نے کئی رسالے مولوی اسماعیل کے رَدّ میں علماے حرمین محترمین کے مصدّقہ بمبئی وغیرہ کے مطبوعہ بچشمِ خود دیکھے ہیں، اور ایک رسالہ میں اس مضمون کے اشعار کہ:

قَدِ اسْوَدَّتْ
وَجُوْہُ المُدَّعِیْنَ
بأرضِ الِھندِ
دینُ المُلْحِدِیْنَ

''مدعیوں کے منھ کالے ہوئے، جو ہندوستان میں ملحدوں کا دِین نکلا ہے''

درج ہیں۔ اگر ''براہین'' والے نے نہیں دیکھے تو فقیر اس کو عین ''تقویۃ الایمان'' کی عبارتوں پر فتویٰ دِکھا دیتا ہے، اور یقین دِلا سکتا ہے کہ اس میں ذرّہ بھر بناوٹ نہیں ہے۔اور فقیر نے کوئی بات اپنی طرف سے بنا کر صاحبِ ''براہین'' پر عوام کو

ہرگز اغوا نہیں کیا۔ بلکہ خود اُس نے پہلے مسئلہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کا اِثبات کیا اور اُس کے منکر کی بدگوئی کی۔ پھر جوابِ تفصیلی میں لکھا کہ ''امکانِ کذب کمال اُلوہیت اور شعبہ عمومِ قدرت ہے۔ اور اہلِ حق کا یہی عقیدہ ہے، اور اس کا مخالف اہلِ سنت سے خارج ہے۔'' چنانچہ اُوپر اس کی نقل اور تردید مرقوم ہو چکی ہے۔ پناہ بخدا اے بے ہمتا کہ ہم دِین میں افترا کریں۔ بلکہ یہ بات امکانِ کذب کے معتقدین کی ہی عادت سے ہے''

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، صفحہ ۷۴، ۷۵، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۹۹، ۱۰۰، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ عرض کرتا ہے: کہ صاحبِ ''براہین'' معہ حوارِیین جو ہم لوگوں پر بسببِ قبولِ امتناعِ سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے یہ فتویٰ دے رہے ہیں کہ یہ حدیث و آیات کے منکر ہیں، سو بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی ہم ہرگز منکر نہیں۔ آیت: ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ ((سورۂ بقرہ، آیت: ۲۰))'' وغیرہ پر بخوبی ایمان ہے، جیسا کہ بارہا مذکور ہوا ہے۔ مگر قرآن میں تحریف بھی نہیں کرتے، نہ عجز کے قائل ہیں، کیونکہ ممتنع وظیفہ قدرت کا نہیں۔ مگر مؤلف رسالہ ''تحذیر الناس'' پر یہ فتویٰ دائرۂ اسلام سے خارج ہونے اور حدیث و آیات کے منکر ہونے کا بخوبی راست آ گیا کہ وہ قائل ہے حسب تاویل خاتم النبیین کے، کہ اس کے نزدیک آپ کے وقت میں یا آپ سے پیچھے کسی نبی کا ہونا روا ہے۔ جیسا کہ نقل شفاء الصدور میں گزرا ہے''

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، صفحہ ۱۰۶، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۱۶۹، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''اور یہ ادعا کہ ''مولوی اسماعیل نے کسی مصلحت دین میں اگر کسی امر مشارک انبیا

واولیاوعوام میں مماثلت بیان کردی تو یہ قابل طعن نہیں ہے۔" ناحق صریح کی تائید ہے، اور انبیا و اولیا کی توہین کو رواج دینا ہے، کیونکہ مولوی مذکور نے "تفویۃ الایمان" میں بارہا انبیا واولیا کو کافروں کے جھوٹے خدا اور جن اور شریروں کے سلسلہ میں شمار کیا ہے۔

اور یہ بھی اس کے صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۱ میں ہے: "جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے"۔اھ۔

اور صفحہ ۱۶ میں ہے: "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔اھ۔ **بلفظہٖ۔**"

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۱۴۲، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۲۰۹، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۱۸۴، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ "اب بقیہ تیسرے اعتراض کا یہ ہے: رہا یہ کہ صاحبِ "انوارِ ساطعہ" نے ایک جگہ اپنے مرشد کے حق میں لکھا تھا کہ "ہم بھی اُن سے ملے تھے"۔ اس پر "براہینِ قاطعہ" کے صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ:

"یہ لفظ ناسعادت مندی کا ہے، حدیث میں ہے جس نے اپنے باپ کو قریب کہا، وہ عاق ہے۔ پس اُستاذ و پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ میں شمار ہوگی"۔ **انتھٰی بلفظہٖ۔**

۷((براہینِ قاطعہ، صفحہ ۵۹، ۶۰، مطبوعہ دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، اُردو بازار، کراچی))

اس جگہ غور کرو کہ ایک طرف تو مقابل کے واسطے صرف "ملنے" کے لفظ سے نا سعادت مند لکھ دیا۔ اور باپ کو قریب کہنے سے عاق کا فتویٰ جاری کر دیا۔ تو اپنے حق میں ذرا سوچیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے برادری اور بشریت میں برابری کا

جملہ بنی آدم کے ساتھ فتویٰ جاری کر کے، اس کو رسالوں، اخباروں اور اشتہاروں میں شائع کرنا اور اس پر طعن کو قرآن وحدیث کا طعن بیان کرنا کس درجہ کا عقوق اور بے ادبی ہے۔

پھر اگر بفرضِ محال تسلیم کرلیں کہ ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ'' اور حدیثِ اخوت حقیقت پر محمول ہے۔ تو وہ حکمِ الٰہی کی فرماں برداری ہے۔ لیکن یہ قرآن وحدیث سے کب اجازت ہے کہ اُمت کے لوگ برابری اور برادری کا دعویٰ کریں؟

بلکہ برخلاف اس کے نہایت تعظیم اور تکریم کا حکم ہے، چنانچہ آیت: وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ'' میں اِرشاد ہے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۱۴۵، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۱۸۸، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''براہینِ قاطعہ'' کی مشہور گستاخانہ عبارت نقل کرنے کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری لکھتے ہیں:

''اس پر فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کا یہ اعتراض ہے کہ سرورِ کائنات اَعْلَمِ مخلوقات عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والتسلیمات کی وسعتِ علم کا جو اِنکار کیا ہے اور شیطان کے علم سے آپ کے علم کو کم لکھ دیا ہے۔ یہ نہایت درجہ کی توہین ہے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۱۵۰، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۲۱۸، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۱۹۳، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''غور کرو کہ ملک الموت اور شیطان کے علمِ محیطِ زمین کو مان لینا اور موجبِ شرک نہ جاننا اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علمِ محیطِ زمین کو شرک بتا کر اس کے

قائل اہلِ سنت کو مشرکین لکھ دینا، علاوہ سخت توہین سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے، سوائے مؤلف ''براہینِ قاطعہ'' کے کسی دین دار ذی علم کا کام نہیں''

(تقدیس الوکیل عن توهین الرشید والخلیل، صفحہ ۱۵۷، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۲۲۷، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۲۰۲، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''ان سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے کہ یہ تو حق تعالیٰ کے امکانِ کذب اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے برابری اور برادری کے مدعی اور آپ کے علم کو شیطانِ لعین کے علم سے کم جانتے ہیں۔خدا ہی اِن سے پناہ دے''

(تقدیس الوکیل عن توهین الرشید والخلیل، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۲۵۳، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۲۲۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''اس کو صاحبِ ''براہین'' مع حوارین تسلیم کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ: ''اس نصِ قطعی سے شیطان کا علمِ محیط ثابت ہے اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم ایسا نہیں ہے''۔تو یہ آپ کی صریح اہانت اور آپ سے کمال عناد اور شیطانِ رجیم کی نہایت تعظیم نہیں تو اور کیا ہے؟ حق تعالیٰ پناہ دے''

(تقدیس الوکیل عن توهین الرشید والخلیل، صفحہ ۲۰۶، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۲۹۵، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۲۶۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''شیطانِ لعین کے علمِ محیطِ زمین کے دلائل کو یقینی بنا کر قبول کر لینا اور حبیبِ رب العالمین کی وسعتِ علم کے دلائل کو ظنی کہہ کر اگر ممکن ہو تو تاویل کرنا، ورنہ ترک کر دینا، ''حضرتِ''، خلیل احمد اور رشید احمد اور ان کے معاونین کی فقاہت اور ثقاہت

کی قوی دلیل ہے۔ خدا کے غضب اور اس کے بندوں کی شرارت سے پناہ ہی بکار ہے''۔

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، صفحہ ۲۰۷، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۲۹۶، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''اس مسئلہ میں ہمارا مدعا یہ ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ساری مخلوقات سے بہت عالم ہیں۔ جو آپ کے علم کو شیطان کے علم سے کم کہتا ہے، وہ بہت جھوٹا اور بدترینِ خلائق ہے۔ کیوں نہ ہو کہ آپ کے علم کو آیات سے خاص کرتا اور شیطانِ لعین کے علم میں تخصیص نہیں کرتا۔ ابلیس کے علم کو محیطِ زمین اعتقاد رکھتا ہے اور عینِ ایمان جانتا ہے اور آپ کے علمِ محیط کو شرک و کفر مانتا ہے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، صفحہ ۲۰۸، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۲۶۹، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''صاحبِ ''براہین'' اور اس کے مرشد ''حضرت'' گنگوہی ''براہین'' کے صفحہ ۷۴ میں لکھتے ہیں کہ:

''مؤلف ''انوارِ ساطعہ'' نے جو اولیا کے کشف کی حکایات لکھی ہیں۔

اوّل: اُن کا یہ جواب ہے کہ وہ حجتِ شرعی نہیں۔

دوم: اُن اولیا کے لیے حق تعالیٰ نے کشفِ حالات فرمایا۔ جس سے ان کو علمِ حضوری حاصل ہوا۔ اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول عَلَیْہِ السَّلَام کو ہزار گونہ اس سے زیادہ دے دے، مگر اس کا ثبوتِ فعلی کسی نص سے نہیں کہ اس پر عقیدہ کیا جائے''۔

اھ۔ بقدر الحاجۃ۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علم کو شیطانِ لعین کے علم سے کم بتاتا ہے اگر اولیاء امت کے علم سے بھی آپ کے علم کو کم کہہ دے، تو کیا عجب ہے۔ دیوانوں کی کلام کا کیا اعتبار ہے، اور منتقم خدائے قہار ہے''۔

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۲۱۸، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۲۸۲، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''پھر ''روضۃ الاحباب'' و''شفا'' وغیرھما کا حوالہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے عمومِ علم و وفورِ معلومات کے اِثبات کے لیے غیر کافی ہونا، اور ''شرحِ مواقف'' کی روایتِ شاذ اور زعمی استنباط کا عقیدۂ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کے لیے، اور کلام محمول تواضع کا عقیدہ اثباتِ مساوات جمیع بنی آدم سرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے واسطے، اور احاطۂ علمی شیطان کے لیے ایسی روایات جن میں اس پر دلالت ہی نہیں ہے، کافی ہونا اور اس کو نص سے ثابت کہنا، اور آپ کی وسعتِ علم غیر ثابت نص سے بیان کرنا سوائے وہابیوں کے کسی مسلمان کا قول نہیں ہے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدوالخلیل، صفحہ ۲۳۲، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۲۹۹، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''براہین میں آپ کے علم کو شیطانِ لعین کے علم سے کم لکھا ہے، جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ اور اب جواب تفصیلی اس تحریر اخیر میں صاف لکھا ہے کہ: ''معلوماتِ کونیہ کا علم ابلیس کا وظیفہ ہے، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا وظیفہ نہیں''۔ تو یہ صریح آپ کے وفورِ علم میں نقصان اور آپ کے رُتبہ عالی کا پست کرنا اور شیطان

کے علم کا رجحان ہے۔

یہاں پر ''شفافی حقوق المصطفٰی'' اور اس کی شرح علامہ قاری کی عبارت نقل کرتا ہوں:

فصل ''جو شخص آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کو عمدًا بُرا کہے اور تحقیر کرے اور عیب لگائے کسی وجہ سے، یعنی ممکن الوجود ہو یا ممتنع الشہود، تو وہ واجبُ القتل ہے، اور یہ امر ظاہر ہے، اس میں کوئی شُبہہ اور توقف نہیں کہ ایسا کرنے والا قتل کیا جائے''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید و الخلیل، صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''اب غور کرو کہ یہ کس قدر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ سے عداوت ہے کہ بناوٹی اور خود اپنے نزدیک بھی غیر صحیح دلیل سے مجلسِ مولود کو بدعت وغیرہ لکھ رہے ہیں۔ البتہ جب باری تعالیٰ کے امکانِ کذب سے نہ ڈرے، اور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کی توہین سے کچھ ہراس نہ کیا، تو اہلِ اسلام کے مشرک، بدعتی کہہ دینے سے کیا خوف ہے؟ ترقی کے پیچھے تنزل سے پناہ بخدا''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشید و الخلیل، صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ایضاً، صفحہ ۳۳۹، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ایضاً، صفحہ ۳۱۱، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

☆ ''یہ کہنا کہ ''ہم طعن امکانِ کذبِ باری تعالیٰ و توہینِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ سے بَری ہیں۔'' ۔الخ۔ حالانکہ ان کی عبارتیں اُوپر منقول ہوئی ہیں کہ ''قول امکانِ کذبِ باری تعالیٰ، کمالِ اُلوہیت و شعبۂ عمومِ قدرت ہے، اور یہ اہلِ

سنت کا مذہب ہے اور اس عقیدہ کا مخالف دائرۂ اہلِ سنت سے خارج ہے''۔ اور ایسے ہی اور ہفوات۔ اور علیٰ ہٰذا یہ کہنا کہ سب بنی آدم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بشریت میں برابر ہیں، اور آپ کا علم شیطانِ لعین کے علم سے کم تر ہے، اور دوسرے ایسے ہذیانات جو ان کے شائع کیے ہوئے اور دستخطی لکھے ہوئے موجود ہیں، پھر یہ کہنا کہ ''ہم تو اس سے بَری ہیں'' الخ۔ پس یہ صریح کذب تقیہ نہیں تو اور کیا ہے؟''

(تقدیس الوکیل عن توھین الرشیدو الخلیل، صفحہ ۲۵۳، ۲۵۴، مطبوعہ صدیقی پریس، قصور۔ اشاعت: ۱۳۱۴ھ۔ ایضاً، صفحہ ۳۵۲، ۳۵۳، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت ۲۰۱۲ء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ ایضاً، صفحہ ۳۲۶، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور)

''مطالعہ بریلویت''، ''مناظرے ومباحثے''، ''تذکرۃ الخلیل''، ''حیاتِ خلیل''، اور ''تقدیس الوکیل'' کے پیش کیے گئے ان مندرجات سے ثابت ہوا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری نے علمائے دیوبند بشمول مولوی خلیل انبیٹھوی کو ''گستاخ'' قرار دیا ہے اور ان کی تکفیر کی ہے۔

(ماخوذ از ''اَلْمُھَنَّدُ کا تنقیدی جائزہ'' مؤلف میثم عباس قادری رضوی)